تبلیغ القوم فی اتمام الصوم

المعروف

فضائلِ رمضان

مصنف: شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مرکزی شیخ الاسلام اکیڈمی پاکستان

تبلیغ الفہوم — فی — اتمام الصوم

المعروف

فضائلِ رمضان

مصنف

شیخ الاسلام حضرت خواجہ
محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ اہتمام : حافظ محمد یوسف قمر چشتی سیالوی

ناشر: مرکزی شیخ الاسلام اکیڈمی پاکستان

کتاب ــــــــــ فضائلِ رمضان
مصنف ــــــــــ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین
سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر ــــــــــ مرکزی شیخ الاسلام اکیڈمی پاکستان
اہتمام ــــــــــ حافظ محمد یوسف قمر چشتی
بار ــــــــــ اوّل
اشاعت ــــــــــ ۱۹۹۰ء
قیمت ــــــــــ روپے صرف

منگوانے کے پتے:
مکتبہ چشتیہ قادریہ، ۱۵ فیصل آباد، گوجرانوالہ
القمر بک سٹال نت کلاں نزد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد روزہ افطار کرنے کے مستحب وقت کے متعلق مختلف اطراف سے استفسارات موصول ہو رہے ہیں کہ بعض آئمہ مساجد ایسے وقت میں روزہ کھولنے کا اعلان کر دیتے ہیں جس وقت مغرب کی طرف سورج کی سرخی اس کے غروب نہ ہونے کی پوری پوری غمازی کر رہی ہوتی ہے۔ اور مشرق کی طرف سورج کی انعکاسی شعائیں افق کو سرخ کرتی دکھائی دیتی ہیں اور یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے۔ اور بعض علماء غروب کا یقین حاصل کرنے کے لیے اتنے تک انتظار کرتے ہیں کہ مشرق کے افق پر رات کی سیاہی نمودار ہو جاتی ہے اور مغرب کے افق سے سورج کی سرخی زائل ہو جاتی ہے۔ ان متخالف انظاروں میں شرع شریف کی رو سے مستحب افطار کا وقت کونسا ہے۔ اور روزہ کے افطار کے لیے کس حد تک انتظار احتیاطاً جائز ہے۔ اور افطار کو مؤخر کرنے کی منع کے متعلق جو روایات ہیں اس تاخیر کی کیا حد ہے؟ اور تعجیل بالافطار کے متعلق جو حکم ہے۔ اس تعجیل کا کیا مطلب ہے؟

چونکہ استفسارات اس کثرت سے ہیں کہ ان کا الگ الگ

جواب دینا بہت مشکل ہے لہذا ایک جامع جواب کی شکل میں شائع کیا جاتا ہے جو قریب قریب ہر سوال کے معقول پہلو کا تفصیلی یا اجمالی جواب ہو سکے وباللہ التوفیق وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

الجواب وھوالموفق للصواب

افطار کا وقت آفتاب کے یقینی طور پر غروب ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جس وقت کہ مشرق کے افق پر رات کی سیاہی نمودار ہو جائے اور مغربی افق سے دن کی روشنی زائل ہو جائے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النہار من ھھنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم (رواہ الشیخان) یعنی جب رات کی سیاہی مشرق کے افق پر چھا جاوے اور دن کی روشنی مغربی افق سے زائل ہو جائے اور دن غروب ہو جاوے تو روزہ دار افطار کرے"۔

جلدی افطار کرنے کے متعلق جتنی بھی احادیث صحیح ہیں ان سب میں جلدی افطار کرنے کی وجہ یا تو خود مرفوع حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ اور یا صحابہ کرام نے بیان کی ہے۔ یا اجلہ محدثین نبی کریم و صحابہ کرام کی بیان کی ہوئی علت پر قیاس کرتے ہوئے" فرماتے ہیں۔ کہ یہود کی مخالفت کی وجہ سے جلدی افطار کرو۔ اور یہ کہ ستاروں

کے انبوہ اور ہجوم ہونے سے پہلے انطار کرو۔ کیونکہ یہودی اس وقت انطار کرتے ہیں جب ستاروں کا ہجوم نمودار ہو جاتا ہے۔ مثلاً دیکھو ابو داؤد شریف عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزال الدین ظاھراً ما عجلوا الفطر لان الیھود والنصاریٰ یوخرون ای الی ظھور النجم یعنی حضور نے فرمایا کہ دین اتنے تک غالب رہے گا جتنے تک انطار کو جلدی کریں گے کیونکہ یہود ونصاریٰ انطار کو موخر کرتے ہیں۔ یعنی ستاروں کے نکل آنے تک۔ بخاری شریف میں حضرت سہل ابن سعد سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ یہ ایک ہی حدیث ہے۔ الفاظ اس کے مختلف ہیں امام ترمذی نے بھی ان روایتوں کو فی الباب کر کے لکھ دیا ہے۔ دوسرا ابن حبان اور حاکم سہل ابن سعد سے روائیت کرتے ہیں کہ لاتزال امتی علی سنتی مالم تنتظر بفطرھا النجوم فیکرہ تاخیرہ یعنی اتنے تک میری امت میری سنت پر قائم رہے گی جب تک کہ روزہ کھولنے کیلئے ستاروں کے ظاہر ہو جانیکی انتظار نہ کریگی پس یہ تاخیر ہے۔ موطا امام مالک میں حضرت سعید ابن مسیب سے روایت ہے۔ کہ لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (یہ حدیث بخاری شریف بیان ہو چکی ہے) اسی حدیث کے متعلق امام زرقانی

شرح موطا (جلد ۲ صفحہ ۵۸ مطبوعہ مصر) میں فرماتے ہیں والتعجیل انما یکون بعد تیقن غروب الشمس فلا یجوز فطر الشاک فی غروبها لان الفرض اذا لزم الذمة بیقین لم یخرج منه الا بیقین۔ یعنی افطار میں تعجیل اسی وقت متصور ہے۔ جب آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے پس غروب میں شک کرنیوالے آدمی کا افطار کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ دن میں روزہ رکھنے کی فرضیت یقینی کیا تو لازم ہوئی تھی تو اس فرضیت سے سوائے یقین کے عہدہ برا ہونا ممکن نہیں اور ترمذی شریف کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عزوجل احب عبادی الیّ اعجلهم فطراً والعلة فیه ان الیهود والنصاری یؤخرون (بدرالدین عینی جلد ۵ صفحہ ۲۹۱) حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ محبوب ترین میرے نزدیک میرے بندے وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرتے ہیں اور اسمیں وجہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اس کو مؤخر کرتے ہیں۔

اب ان تمام احادیث میں افطار کو اتنے تک مؤخر کرنیسے منع فرمایا گیا جتنے تک کہ یہود و نصاریٰ مؤخر کرتے ہیں۔ یعنی اشتباک نجوم تک۔

اب افطار کے وقت کی دونوں حدیں معلوم ہو گئیں ابتدائی حد جب افق مشرق پر رات کی تاریکی چھا جائے اور افق مغرب سے دن کی روشنی زائل ہو جائے اور آفتاب بھی قطعی طور پر غروب ہو جائے۔ آخری حد ستاروں کا انبوہ اور ہجوم ظاہر ہو جانا جو یہود کے افطار کا وقت ہے۔ اب رہا اس کے درمیان وقت تو وہ تمام مستحب ہے۔ فی موطا امام مالک عن حمید ابن عبد الرحمٰن ابن عوف

امّا فی ان عمر ابن الخطاب و عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کانا یصلیان المغرب حین ینظران الی اللیل الاسود قبل ان
یفطرا ثم یفطران بعد الصلوٰۃ و ذالک فی رمضان یعنی حضرت
حمید ابن عبدالرحمان ابن عوف سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر و
امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے
تھے جب غروب آفتاب کے بعد رات کی تاریکی افق مشرق پر دیکھتے افطار کرنے
سے پہلے پہلے پھر مغرب کی نماز کے بعد افطار کرتے تھے۔ اور یہ ان کا رمضان
شریف میں معمول تھا۔ علامہ زرقانی شرح موطا جلد ۲ صفحہ ۹۰ مطبوعہ مصر اس
حدیث کے تحت لکھتے ہیں وھو معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل
اللیل من ھھنا و ادبر النہار من ھھنا و غربت الشمس فقد افطر الصائم
یعنی یہی معنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا کہ جب مشرق کے افق پر
رات کی سیاہی نمودار ہو جاوے اور افق مغرب سے دن کی روشنی زائل ہو جاوے
اور آفتاب بھی یقینی طور پر غروب ہو جاوے تو اس وقت روزہ افطار کرے۔
وکثیرا ما کان صلی اللہ علیہ وسلم یفطر بعد الصلوٰۃ کشف الغمہ
مطلب ذالک المحققین الشیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۲۲۵
مطبوعہ مصر۔ ترجمہ: بسا اوقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز ادا
فرما لینے کے بعد روزہ افطار فرمایا کرتے تھے۔ ثم قال وکان عمر و عثمان
رضی اللہ تعالیٰ عنہما لا یفطران الا بعد الصلوٰۃ و ذالک فی رمضان
یعنی امیر المؤمنین حضرت عمر و امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما مغرب

کی نماز سے پہلے کبھی روزہ افطار نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ رمضان المبارک کا معمول تھا۔ یہی حدیث امام المحققین بحر العلوم ارکان اربع (صفحہ ۲۱۵) میں روایت کرتے ہیں اب تعجیل افطار والی روایات پر عمل کرنیوالی مقدس ہستیوں نے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ یقینی طور پر غروب آفتاب کے بعد اور افق مشرق پر رات کی تاریکی چھا جانے کے بعد و افق مغرب سے دن کی روشنی زائل ہو جانے کے بعد مغرب کی نماز اگر اپنی پوری شرائط کے ساتھ ادا کی جائے اور اس کے بعد روزہ افطار کیا جائے تو یہ تعجیل مستحبہ کے دائرہ کے اندر ہے تعجیل کا یہ معنی نہیں کہ قبل از وقت روزہ توڑ دیا جائے۔

اب ان احادیث سے یہ صاف صاف ثابت ہو گیا کہ اشتباک نجوم یعنی ستاروں کے انبوہ اور جھگمٹ نمودار ہونے سے پہلے پہل اور قطعی طور پر غروب آفتاب کے بعد کا درمیانی وقت تمام مستحب اور افطار کے لیے مسنون ہے۔ خواہ مغرب کی نماز پہلے پڑھ لی جائے یا افطار پہلے کر لیا جائے۔ جیسا کہ مولنا بحر العلوم ارکان اربعہ میں موطا امام محمد کی روایت لاتے ہیں اور علامہ زرقانی اور علامہ بدر الدین عینی بھی امام مالک اور امام محمد صاحب کا فتوٰی پیش کرتے ہیں اور صحیح احادیث کے ساتھ ثابت کرتے ہیں دیکھو زرقانی جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۸، امام بدر الدین عینی جلد ۵ صفحہ ۲۹۲، رسائل الارکان صفحہ ۲۱۴/۲۱۵۔ کشف الغمہ عن جمیع الامہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۲۵ و ۹۹۔

بخاری شریف اور مسلم شریف باب وقت المغرب میں ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلی المغرب

اذا غربت الشمس وتوارت بالحجاب یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب آفتاب غروب ہوکر اچھی طرح پردوں میں چھپ جاتا تھا۔

اب اس وقت کے بعد نماز مغرب ادا فرمانا اور اس میں سورۃ طور (جیسا کہ صحیحین سے ثابت ہے) کے برابر تلاوت فرمانا اور پھر اس کے بعد (حسب روایت کشف الغمہ جلد ا صفحہ ۲۵۵) روزہ افطار فرمانا۔ اور اسی پر خلفائے راشدین کا تعامل دائمی اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہ وقت تاخیر مکروہ میں داخل نہیں بلکہ تعجیل مستحبہ کے اندر ہے۔ جیسا کہ زرقانی کی روایت اور حاکم وابن حبان وارکان اربعہ و امام بدرالدین عینی اور ترمذی شریف کی مرفوع روایات سے ثابت ہے۔ کہ اشتباک نجوم اور ستاروں کے انبوہ سے پہلے پہلے افطار وقت مستحبہ کے دائرہ میں ہے اس کے بعد تاخیر ممنوع اور وقت مکروہ شروع ہوتا ہے۔ اس بارہ میں اگر آپ مزید تحقیق کرنا چاہیں تو ارکان اربعہ صفحہ ۲۱۴ و صفحہ ۲۱۵ اور زرقانی علی الموطا جلد ثانی صفحہ ۸۹ و ۸۹ اور امام بدرالدین عینی علی البخاری جلد ۵ صفحہ ۲۹۲ بغور مطالعہ فرمادیں۔

اور امام زرقانی کا یہ جملہ "انما یکرہ تاخیرہ الی اشتباک النجوم" زرقانی شریف جلد ۲ صفحہ ۸۹ یاد رکھیں یعنی افطار اس وقت مکروہ ہوتا ہے جب ستاروں کے ہجوم اور ان کے انبوہ تک اس کو مؤخر کیا جائے۔ اس سے پہلے کوئی مکروہ نہیں۔

امام المتقین بحر العلوم ارکان اربعہ (صفحہ ۲۱۵) میں فرماتے ہیں ثم التعجیل وان کان مندوبًا لکن لا یحل له الافطار الا عند التیقن بغروب الشمس و دخول اللیل فان افطر قبل التیقن به اثم قطعا سواء غربت الشمس و دخل اللیل فی الواقع اولا لقصده ما هو حرام علیه فان افطر وهو شاک اثم وعلیه القضاء لان النهار هو الاصل کان متحققا فلا یزول الا بیقین مثله ولو تبین بعد الافطار فی صورة الشک ان الشمس لم یغرب ففی الهدایة ینبغی ان یجب الکفارة نظرًا الی ما هو الاصل وان کان اکثر رایه انها لم یغرب لا یحل له الافطار و ان افطر یجب القضاء فان تبین انها لم یغرب یجب الکفارة البتة یعنی تعجیل اگرچہ مستحب ہے لیکن روزہ دار کو جب آفتاب کے غروب ہو جانے کا یقین ہو جائے اور رات بھی داخل ہو جائے تو اس وقت روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ اور اگر غروب کے کامل یقین ہونے سے پہلے روزہ افطار کر دیا خواہ واقع میں آفتاب غروب ہو چکا تھا اور رات بھی داخل ہو چکی تھی تو گناہ گار ہو گا کیونکہ اس نے شک کی حالت میں روزہ چھوڑا اور وہ حرام ہے۔ پس اگر اس نے افطار کیا اور وہ ایسی حالت میں تھا

کہ اس کو غروب کا شک ہے تو گنہگار ہوگا اور اس پر روزہ کی قضا واجب ہے اس لئے کہ روزہ تمام کرنے کے لئے۔ دن اصل ہے اور وہ یقینی تھا تو اس کا زائل ہونا بغیر یقین کے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر افطار کے بعد ثابت ہو گیا کہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا تھا اور روزہ افطار کیا تھا شک کے ساتھ تو ہدایہ میں ہے کہ اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔ امام بدرالدین عینی بخاری شریف کی اس حدیث کے تحت میں کہ "عن سھل ابن سعد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر" لکھتے ہیں وزاد ابو ھریرۃ فی حدیثہ لان الیھود والنصاری یوخرون اخرجہ ابوداؤد وابن خزیمۃ وتاخیر اھل الکتاب لہ امد وھو ظھور النجم یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس کو ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔ اسمیں ہے کہ یہود و نصاری چونکہ روزوں کو مؤخر کرتے ہیں۔ امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ اہل کتاب کے افطار کی تاخیر ایک خاص حد تک اور وہ ستاروں کا ظاہر ہونا ہے۔

یہی روایت موطا امام مالک میں آئی ہے۔ علامہ زرقانی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں از علل صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ذالك فی حدیث ابی هریرة المذكور بقوله لان اليهود والنصارى يوخرون اى الى ظهور النجم

حضور فرماتے ہیں کہ دین اتنے تک غالب رہے گا۔ جب تک روزدار کو جلدی افطار کریں گے کیونکہ یہود اور نصاری افطار کو موخر کرتے ہیں ستاروں کے انبوہ ظاہر ہونے تک یعنی تاخیر کا یہ معنی ہے اس سے پہلے تعجیل ہے جس کا حکم دیا گیا ہے۔ جو افطار بعد الصلوٰۃ کی روایات باقی احادیث اور تحقیق محدثین سے ثابت ہو چکا ہے۔

علامہ زرقانی نے جو حاکم اور ابن حبان کی روایت حضرت سہل ابن سعد سے پیش کی ہے "جو پہلے بھی لکھی جا چکی ہے) کہ لا تزال امتی علی سنتی مالم تنتظر بفطرها النجوم" میری امت ہمیشہ میری سنت پر قائم رہے گی جب تک افطار کرنے میں ستاروں کے انبوہ کی انتظار نہ کرے گی"۔ اور

اور اسی طرح باقی احادیث اس بات پر قطعیت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ ستاروں کے انبوہ سے پہلے کا تمام وقت مستحب ہے۔

اب ایسی حالت میں روزہ کا افطار کرنا کہ آفتاب کے غروب ہونے کا حق الیقین نہ ہو اور نہ ہی رات کی تاریکی مشرق کے افق پر چھائی ہو اور نہ ہی ان کی روشنی مغرب کے افق سے زائل ہوئی ہو تو وہ قبل از وقت افطار ہے جو سخت حرام اور گناہ ہے۔

اس کے متعلق آخر میں آقائے نامدار صلی اللہ تعالٰے وسلم

کا فتویٰ سن لیجئے حدثنی ابو امامۃ الباہلی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم اذا اتانی رجلان فاخذ ابضبعی فاتیا بی جبلا وعرا فقالا لی اصعد فقلت انی لا اطیقہ فقالا انا سنسھلہ لک فصعدت حتی اذا کنت فی سواء الجبل اذا انا باصوات شدیدۃ فقلت ماھذہ الاصوات قالوا ھذہ عواء اھل النار ثم انطلق بی فاذا انا بقوم معلقین بعراقیبھم مشققۃ اشداقھم تسیل اشداقھم دما قال قلت من ھؤلاء قال ھؤلاء الذین یفطرون قبل تحلۃ صومھم (مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۴۳۰ باب تعذاب من یفطر الصوم قبل وقتہ والسنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ باب التغلیظ علی من افطر قبل غروب الشمس) یعنی ابو امامہ باہلی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اس اثنا میں کہ میں سو رہا تھا۔ دو آدمیوں نے میرا بازو پکڑا اور ایک بلند و دشوار گذار پہاڑ کی طرف لے چلے اور مجھے کہا کہ آپ اس پہاڑ پر چڑھیں میں نے کہا کہ میں نہیں چڑھ سکتا تو انہوں

نے کہا کہ ہم آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔ پس میں پہاڑ پر چڑھ گیا جب پہاڑ کے ہموار حصہ پر پہنچا تو اچانک بہت سخت آوازیں سنائی دینے لگیں میں نے کہا کہ یہ کیا آوازیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ جہنمیوں کا شور ہے۔ پھر مجھے وہاں سے آگے لیجایا گیا۔ تو ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا جو پا بجولاں الٹی لٹکی ہوئی تھیں۔ جن کی باچھیں پھٹی ہوئی تھیں اور ان سے خون جاری تھا۔ تو میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو قبل از وقت روزے افطار کرتے ہیں۔ اب اس حدیث کی کسی تفسیر یا تشریح کی ضرورت نہیں۔ مستدرک اور السنن الکبریٰ بلیہقی جیسی مستند ترین کتابوں میں اس حدیث کو بیان کرنے کے لئے باب بھی یہی باندھا گیا ہے۔ باب عذاب من یفطر الصوم قبل وقتہ

ترجمہ:۔ قبل الوقت افطار کرنے والوں کے لئے عذاب"۔ نیز صاحب مستدرک نے اس حدیث کو مسلم شریف کی حدیث کا مرتبہ دیا ہے"۔

اب جو شخص بھی غروب آفتاب کا قطعی یقین حاصل کئے بغیر روزہ افطار کرتا ہے۔ وہ قطعی طور پر اسی عذاب کا مستحق ہے۔

اے برادران ملت جب روزہ افطار کرنے کا مستحب وقت اتنا ممتد ہے جو اوپر کی تصریحات سے واضح ہو چکا ہے۔ تو صرف شک اور ظن پر اپنا اور باقی مسلمانوں کا روزہ برباد نہ کرو۔ خدا کے قہر سے ڈرو۔ اور اس وقت روزہ افطار کرو جبکہ سورج بھی یقینی طور پر غروب ہو جائے۔ اور یقین بالغروب تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب کہ رات کا ایک جزدن میں داخل کیا جائے۔ جیسا کہ امام فی العقائد شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کی کتاب " تاویلات القرآن" زیر آیت ثم اتموا الصیام الی اللیل (پھر پورا کرو تم اپنے روزوں کو رات تک) لکھتے ہیں کہ قاعدہ بے شک اسی امر کا متقضی ہے۔ کہ ما بعد الی کا ما قبل الی سے خارج ہو لیکن تمام صوم کے لیے چونکہ غروب آفتاب یقینی طور پر ہونا ضروری ہے۔ اور وہ تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب رات کا ایک جزو اسمیں داخل ہو" ورنہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اب آفتاب غروب ہو چکا ہے"۔ کیونکہ مالا یتم الواجب الا بہٖ فھو واجب۔ ترجمہ:- یعنی جس امر کے علاوہ ایک واجب پورا نہ ہو سکے تو وہ امر بھی واجب ہے۔" لہذا رات کا ایک جز دن کے ساتھ شامل کرنا بھی ضروری ہے"۔

آجکل کتنی آسانیاں ہیں کہ بہتر سے بہتر صحیح ٹائم دینے والی

گھڑیاں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ تھوڑی سی تکلیف گوارا فرما کر جب مطلع صاف ہو تو شہر سے دور نکل کر آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اور افق مشرق پر رات کی سیاہی چھا جانا اور افق مغرب سے دن کی روشنی زائل ہو جانا بھی اپنی آنکھوں سے معائنہ کر لیں پھر دن کے بڑھنے یا گھٹنے کا اندازہ لگا لیں۔

فقیر نے جو اس کا اندازہ لگایا ہے۔ وہ پیش کرتا ہے سات بساکھ کو چھ بجکر باون ۵۲ منٹ پر غروب ہوگا۔ اور آٹھ کو چھ بجکر ترپن ۵۳ منٹ پر اور نو کو چھ بجکر چوراون ۵۴ پر۔ اسی طرح اندازہ لگاتے جایئے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

تمت بالخیر

حافظ محمد قمر الدین سیالوی غفر اللہ لہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف